مرثیہ

چمن میں آئی ہے کیسی یہ رت مری جی میں ہے کوئی سارے
ہوا کی چھاتی پہ بال ہر مرغ کھینچتا ہے الم کے آرے

جو جائے اک لحظہ جاگ میں آدمی نہیں ہے نسیم جو شدّتِ الم کو
فلک سے گویا غم الم کا نزول ہی باغ جہاں اجارے

بحال ازو نہیں ہے جو بن ہے کیوں ہی نسیم گلشن میں ضعف غم سے
پھڑک پھڑک کر چمن کے مالی سکھا سکھا کر بجا بجارے

نہ نیند سے نرگس کے نیند ایسی گئی الم سے کہ پھر نہ آئی
کہانی کنگھے کے طرّے اپنے تھکا ہے وہ بھی ہے جھکارے

تمام شب آج یاد دن کی گھڑی ہوئی آہ بھر رہی ہیں سو
ہر اک گل اور رنگ اپنی پگڑی برہنہ سر ہو گئی ہیں چلے

یہ رنگ نالے کا ہے الم کی ہر ایک بلبل کا شاخ اوپر
کسیکی جسطرح نقش اوپر کھڑا ہو نوحہ کرے پکارے

کوئی یہ سوچ کر یاد دوستوں کی نکلتی کسوت کا کیا ہے بہر سبب
سبب ہے آشفتگی سنبل کا دلمیں اپنے کوئی بچارے

فقط نہ لالے کی جل بجھی ہے جگر یہ کھاتی ہیں داغ غم کے
تمام گل کے ہوا ہے اپنا الم سے لو چمن میں منہ ہزارے

لگا کے آنسو میں جیسے پانی ہو رک کے بھر نکلو سارے ہیں
چمن میں رو رو کے رات شبنم اسطرح سے کر رہی ہے گارے

کہ آہ گلشن میں سرو ہی کو جگر کو تنہا کہ رہی ہے سو ہیں
جو نعرہ قمری کا جا کے سینے تو وہ بھی انگلی ورق آلے

بنفشے نرگس کی کنگھی یوں طرف ہزار کے ہر چمن میں
کہ لوٹتے جسطرح خون ناحق کی بو کے حیران کوئی نہارے

صبا کھلاتی ہے جن گلوں کو تو زخمی ہوکے وہ نئے ہیں
جو اور غنچہ کہ ادھ کھلے ہیں کٹے گلو کے ہیں وہ انبارے

ادھر جو دیکھو تو صحن گلشن میں دیکھ حال زار اکنار سو دیں
ادھر کنارے سے موج جو کے حباب ہر ایک پیٹ مارے

نہیں ہے یہ وجہ کچھ یہ حالت خبر تو جلدی کہ آج کوئی
ہوا ہے پیاسا ستم کے خنجر سے ذبح دریا کے جا کنارے

مجھے تو معلوم ہوئی ہے یوں یہ شخص وہ ہے کہ جسکو جب تب
رسول کہتے تھے گود لیکر ترے تصدق حسین پیارے

سنا کہ گلشن پہ بہ سولے شمشیر و تیر و نیزہ کے زخم میں یہ
قیاس کیجے تو نہ فلک پر نہ ہونگے اسقدر ستارے

کنارے دریا کے یہ ظلم ہو رسائی کو شمر اوپر
کہ دھار پانی کی حلق ان تک گئی نہ غیر از خنجر دو دھارے

جگر کا ہو بند فاطمہ کا پڑا ہے یوں آج حوض خون میں
کہ انکی رگ رگ سے چھوٹتے ہیں لہو کی سر تا قدم پھوارے

پڑی ہیں گرد اسکے ٹکڑے ٹکڑے جو خویش و فرزند خاک و خون میں
نہ گور انکو ہے نہ کفن اب نہ انکو تابوت نہ گہوارے

سر اسکا ان گیسوؤں سے باندھا ہے ظالموں نے سنانکو اوپر
کہ جنکو دھو دھو کے شانہ کر کر دام رنجت نبی سنوارے

سروں کو ساتھ انکے سر کے نیزوں پہ آگے رکھ لیچلے ہیں ظالم
اسیر اونٹوں پہ انکے پیچھے ہیں اہلبیت انکے سب بچارے

جو ایک فرزند تیغ کین کی عزیز میں انکے بچ رہا ہے
کوئی تو ڈراتا ہے انکو برچھی سے کوئی لے تازیانہ مارے

یہ حال اسکا ہے تشنگی سے بغیر پانی قدم قدم پر
گرا ایک قطرہ کے واسطے جو زمیں ہے کوئے صدف پیارے

رہا نہ ایسا رفیق کوئی سنبھالے اس ناتواں کو آ کر
نہ ہاتھ لگے عصا کے ایسا چلے وہ جب لگے ذرا سہارے

بیکس دختر علی کی جو ہوا لہو کے آنسو سے رو رو کر اب
سر اپنے ہا ہا کا دیکھ نیزہ پہ ہا ہا ہا ہو کر پکارے

ہو ادا انکی یہ مصیبت اب اپنے یارو ہو گیا کو نہیں
ہنوز نکلی ہے خون کا نوکے ہیں کو پہنچے ذرا زمین گو ڈارے

کہیں ہیں زینب کہ میرے دم طرف یہ کر کے منہ کر اپنا
خبر ہماری لو یا محمد نہیں ہیں تم بن کوئی ہمارے

سو اٹھائے ہیں اب ایسا کہ جس کی یہ مصیبت اپنی
جو والی وارث تھے دین کے انکو تیری زمیں میں سر تجھے نیارے

زمین کربل کی آل تیری کہو کے اب ہوئی ہے مسلخ
کہ اس جگہ میں ہوئے ہیں تیغ ستم سے اکبر ذبیح سارے

یہ تفت دل امیں کوئی تیر آ کوئی کہ تیرے جگر کا ٹکڑا
یتیمی کو یقین پڑیں ہیں نہیں تیرے کو سب ہیں عزیز پیارے

یزید کے ظالموں نے جیتا رکھا نہ چھوڑی لک ہمارا
کسیکو ہو گی یہ شقاوت جو چھ مہینے کا طفل مارے

انھوں نے امت کہا کی تیری یہ ظلم ہم پر کیا ہے امتوں
یہ روز محشر میں منہ کو اپنے دکھاوینگے جا کے کیا تمہارے

جو منکہ زینب یہ باتیں کرتی تھی رو رو مشکل شاہ میں بیچ
سر شک گرتا تھا یوں ہیں دو فلک کے ٹوٹے ہیں جیسے تارے

بس آگے خاموش ہو تو سودا زیادہ اس سے نہیں ہے طاقت
کہیگا کب تک کہ اس بیاں کو ہوئے ہیں بیہوش سننے ہارے

مرثیہ منفردہ

کیا نظر بھر بھر کے دیکھو ہو محرم کا ہلال
یہ مہینا وہ ہے یارو جس میں ہو گرداں ہے سال

تیغ غم کھینچے ہے اُن نے جس سے منہ پر خلق کے
پنجۂ مژگاں کی ہتھو ابھی رہی انسو انکی ڈھال

آب ہے آتش فشاں ایسی کہ ہے اس تیغ کا
زخم کے مرہم دلوں پر زخم شعلہ کی مثال

دانۂ تسبیح خاک پاک ہے ہر دانۂ اشک
قطرہ جو گرتا ہے آنکھوں سے پھر از گرد ملال

ہو جب اس غم کا نہ پوچھو مجھسے ای یارو کہ میں
کیا کہوں تاثیر دور آسمان بدخصال

موتی نکلی آب سے ظالم صدف کی کام میں
تشنہ لب مرجائیں رنگین ساقی کوثر کے لال

سننے والو اس سخن کی شرط ایسا لگتی ہیں دو در
پیکے آب سرد گر انکو نہ آوے انفعال

روز عاشورہ بھی کچھ کم روز محشر سے نہیں
دین کا خورشید دنیا سے گیا وقت زوال

گوش تک جبریل کی پہنچی نہ تھی جنکی صدا
آج رو رو یوں پکاریں ہیں وہ سر پہ خاک ڈال

یا رسول اللہ وہ گیسو بخون آغشتہ ہیں
دیکھنا جنکا غبار آلودہ تھا تجھ پہ وبال

تھا میاں کشتی میں سر نیزہ پر رکھ از راہ طنز
بار لایا شاخ بر باغ رسالت کا نہال